International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

خلافت کا ارتقاء قرآن وحدیث کی روشنی میں: ایک تخصیصی مطالعہ

THE EVOLUATION OF THE CALIPHATE IN THE LIGHT OF THE QURAN AND HADITH : A SPECIALIZED STUDY

1. **Muhammad Tahir**
Tahirchandr355@gmail.com
Phd Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.

2. **Dr Muhammad Ayaz**
Ayaz.te.bwp@gmail.com
Assistant Professor , Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.

Vol. 03, Issue, 04, Oct-Dec 2025, PP:01-14

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-10-25	03-11-25	30-12-25

Abstract

The Caliphate system began with the existence of the state of Medina, the scholarly form of which was established after the passing of the Holy Prophet (PBUH), when Muslims elected a Caliph on merit and formally laid the foundation of the Caliphate system. The Messenger of Allah (PBUH) used the word caliphate in several sayings. And according to a narration in Bukhari Sharif, its entire system has been described as follows: In Bani Israel, political leadership was in the hands of the prophets (peace be upon them). When one prophet passed away from the world, another prophet would take his place. And I am the last Prophet, there is no prophet after me, but there will be caliphs after me. In this noble saying, the Messenger of Allah (PBUH) described the caliphate in the sense of political leadership and governance and also made it clear that after me this political leadership and governance will be in the hands of the caliphs. This caliphate system started a golden age for

CC BY

Muslims. The first period of the caliphate is called the era of the Rightly Guided Caliphate, which begins with the first caliph, Hazrat Abu Bakr Siddiq (RA), and ends with the last caliph, Hazrat Ali Karam Allah Wajhu al-Karim, which covers a period of approximately thirty years.

KeyWords: *Caliphate, Political, Leadership, Governance, Messenger.*

موضوع کا تعارف:

مذہب نوع انسانی کے لیے انتہائی اہم ہے اور یہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ کائنات میں انسان کی رہنمائی کے لئے مختلف مذاہب وجود میں آئے، جنہوں نے انسان کی وقتاً فوقتاً رہنمائی کی۔ ہر مذہب کی بنیادی تعلیمات میں یہ بات شامل رہی ہے کہ انسان و تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنایا جا سکے، انسان کو ایک قانون کے دائرے میں لایا جائے تاکہ یہ باہمی تعاون اور ہم آہنگی کے ساتھ زندگی گزار سکیں اور معاشرے کو ایک مفید طرز پر کھڑا کر سکیں جہاں ذات پات اور نسلی تفاخر سے نکل کر انسان ایک دوسرے کیلئے مددگار و معاون ثابت ہو۔ اگر دین اسلام کو دیکھا جائے تو اس نے بھی لوگوں کو جوڑنے، باہمی تعاون بقائے زندگی کے لئے امن و آشتی کو قائم رکھنے کا حکم دیا۔ اور اس تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کا تصور دیا جہاں دین اسلامی کی عملی تصویر پیش کی گئی۔ دنیا میں دو مذاہب ایسے ہیں جنہوں نے انسانیت کے اندر اپنے سیاسی نظام کو متعارف کروایا۔ ایک نظام سیاست "خلافت" کے نام سے مشہور ہوا جو کہ دین اسلام نے متعارف کروایا اور دوسرا "پاپائیت" کے نام سے جانا گیا جس کی بنیاد عیسائیت نے رکھی۔ دین اسلام نے انسان کے تمام تر تقاضوں اور بطور خاص مسلمانوں کو ایک نظام دیا جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر رکھی۔ یہ نظام، نظام خلافت تھا۔ یہ ایک ایسا نظام تھا جس نے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اور پہلی بار ایک ایسا سیاسی نظام دیا گیا جس نے معاشرے میں موجود لوگوں کے انفرادی و اجتماعی دونوں حوالے سے حقوق کی حفاظت کی۔ خلافت ایک جامع نظام حکومت ہے جو کہ اسلامی معاشرت کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے جس میں خلیفہ مسلمانوں کی سیاسی اور دینی قیادت کے فرائض سرانجام دیتا ہے جس کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیمات کے مطابق انصاف اور معاشرتی بہتری فراہم کرنا ہے۔

خلافت کا مفہوم

خلافت کی لغوی تعریف مصنفین کے ہاں مختلف رہی ہے۔

الزبیدی کی رائے:

تاج العروس کے مصنف خلافت کی تعریف یوں بیان کرتے ہوئے محمد مرتضی الزبیدی لکھتے ہیں:

خلف نقیض قدام والخلف القرن بعد القرن [1]

"خلف سے مراد پیچھے آنے والا اور خلف سے مراد ایک زمانہ کے بعد دوسرا زمانہ۔

الصحاح کے مطابق:

تاج العروس کی طرح یہاں بھی یہی تعریف بیان ہوئی ہے:

والخلف والخلف: ما جاء من بعد یقال: هو خلف سوء من ابیه و خلف صدق من ابیه، بالتحریك اذا اقام

مقامه" [2]

خلف اور خلف یہ ہے کہ جو بعد میں آئے کہا جاتا ہے: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب وہ اس کے مقام پر کھڑا ہو"

ابن منظور افریقی کی وضاحت:

لسان العرب میں ابن منظور افریقی خلافت کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ویقال: خلفت فلانا اخلفه اخلفه تخليفا و استخلفتها انا جعلته خليفتي، و استخلفه جعله، اختلفته ای جعلته خلفی [3]

"کہا جاتا ہے کہ فلاں کا خلیفہ۔۔۔اس نے اسے خلیفہ بنایا میں نے اسے اپنا خلیفہ بنایا استخلفہ یعنی اسے خلیفہ بنانا۔ میں نے اس کو جانشین بنایا یعنی میں نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا۔"

امام راغب اصفہانی کی رائے :

خلف کے معنی پیچھے رہ جانے اور کسی کا جانشین ہونے کے ہیں یہ تقدم اور سلف کی ضد ہے اور جو مرتبہ نہیں گرا ہوا ہو اسے بھی خلف کہا جاتا ہے۔ اسی بنا پر اس وجہ سے ردی چیز کو خلف کہا جاتا ہے۔ اور خلف کے معنی متاخرین اور جانشین کے بھی آتے ہیں۔

تخلف فلانا عن فلانا کسی کے پیچھے رہ جانا کسی کا جانشین ہونا اس کا مصدر خلافہ ہے۔ جس کے معنی جان نشینی کے ہیں۔ خلفہ ایک کا دوسرے کے بعد آنا قائم مقام ہونا۔ الخلافۃ کے معنی دوسرے کا نائب بننے کے ہیں۔ خواہ وہ نیابت اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا موت کے سبب سے ہو اور یا اس کے عجز کے سبب سے ہو۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو خلافت بخشی ہے چنانچہ فرمایا:

وهو الذی جعلكم خلائف فی الارض"

اور وہی ہے جس نے تم کو پہلوں کا جانشین بنایا۔"

الخلیفی سے مراد خلافت ہے۔ حضرت عمر کا قول ہے اگر بار خلافت نہ ہوتا تو میں خود اذان دیا کرتا۔ [4]

ابو الفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی کا تبصرہ:

مصباح الغات میں خلافت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے خلف، پیچھے چھوڑنا، مؤخر کرنا، جانشین بنانا، استخلافہ، اپنا جانشین بنانا، الخلیفۃ، جانشین، قائم مقام، بڑا بادشاہ کہ اس سے اوپر کوئی بادشاہ نہ ہو۔ [5]

نور اللغات کی روشنی میں:

خلف۔ مذکر، فرزند، سعید، جانشین۔ خلفا: خلیفہ کی جمع خلفائے راشدین، ہدایت والے خلیفہ پیغمبر صاحب کے چاروں خلفاء مراد ہیں۔ [6]

المنجد کے مطابق :

صاحب المنجد نے خلافت کی تعریف اس طرح بیان کی ہے خلفہ، خلافہ خلیفی: جانشین ہونا۔ خلف مؤخر کرنا: کسی کو خلیفہ

بنانا، استخلفہ: جانشین ہونا۔[7]

خلافت کا اصطلاحی مفہوم

امام ابن الزاغوانی کے نزدیک:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الزَّاغُونِي (ت۵۲۷ھ) فِي الْإِيضَاحِ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى تَلَى ذٰلِكَ فِي حَقِّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِإِجْرَائِهِمْ عَلٰى سُنَنِ الْأُمَمِ السَّائِفَةِ فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾ [النور، ۲۴/۵۵]. وَفِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهُ مُسْتَخْلِفٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ رِجَالاً يَقُومُونَ بِالْحَقِّ كَمَا اسْتَخْلَفَ فِي الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ. وَأَجْمَعُوا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ عَلٰى إِقَامَةِ الْخُلَفَاءِ بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ.[8]

امام ابن الزاغونی نے اپنی کتاب الإیضاح فی إصول الدین میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس امت کے حق میں ان کو گزشتہ امتوں کے طریقوں پر گامزن کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے (اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفاو تعمیل اُمت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانت اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حق) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (غلبہ واقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرمادے گا اور وہ ضرور اس تمکن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لیے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف رہنمائی ہے کہ وہ اس امت میں سے کچھ لوگوں کو اسی طرح خلیفہ یعنی سربراہ منتخب فرمائے گا جو حق کا نظام قائم کریں گے جس طرح پہلی قوموں کے لوگوں کو منتخب فرمایا تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد تمام امت کا بلا اختلاف وانکار انتخاب خلیفہ پر اجماع ہوا تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک :

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں:

خلافتِ عامہ: وہ عمومی ریاستی منصب ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کی نیابت میں علوم دینیہ کے احیاء، ارکانِ اسلام کے قیام، جہاد اور اس کے متعلقات، جیسے افواج کو منظّم کرنا، ریاستی دفاع کا فرض ہونا اور سپاہیوں کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرنا کے قیام، اور نظام عدل و قضاء اور حدود کو قائم کرنے، مظالم کو دور کرنے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی صورت میں اقامت دین کے لیے جدوجہد کرنے سے عبارت ہے۔

اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام مخلوق خدا کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات کیئے اور کچھ تصرفات میں ان کے ساتھ شریک ہوئے اور ہر معاملہ کے لیے اپنا نائب مقرر فرمایا اور تمام امور کو بھرپور توجہ عنایت فرمائی۔[9]

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں خلافت کا مفہوم:-

اسلامی انسائیکلوپیڈیا والے نے خلافت کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

اس کا ایک معنی خدا کے دیئے ہوئے اختیارات کا حامل ہونا، خدا کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے امر شرعی

کے تحت اختیارات خلافت کو استعمال کرنا اور تیسرے معنی ایک دور کی غالب قوم کے بعد دوسری قوم کا اس کی جگہ لینا ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے انسان کو خلافتِ الٰہی یعنی زمین پر خدا کی نیابت بخشی گئی ہے۔ صاحب شریعت کی نیابت خلافت اور امامت کہلاتی ہے اور اس منصب کا حامل خلیفہ یا امام کہلاتا ہے۔

امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "سیاست شرعیہ میں امیر (امام یا خلیفہ) کا سب سے بڑا منصب یہ بتایا ہے کہ وہ امامت کو اہل لوگوں کے سپرد کریں اور خدا اور رسول کے احکامات کے مطابق عمل کریں۔ شیعی فقہوں نے امامت کے اصول کو اپنے عقیدے کا ایک بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ انہوں نے نص پر زور دیا ہے اور خلیفہ کے عہدے کو نہ صرف قریش کے خاندان بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان تک محدود کر دیا ہے اور یہ عقیدہ رکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست اپنا جانشین کیا تھا۔ اور حضرت علی کی صفات کو ان کی اولاد نے وراثتا پایا اور یہ لوگ ابتدائے افرینش ہی سے اس اعلیٰ منصب کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ پڑ اسرار علوم سکھائے تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعد میں اپنے فرزند کو بتائے اور اس طرح وہ نسل بعد نسل ایک دوسرے کو منتقل ہوتے رہے۔[10]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں لغوی مفہوم:-

اردو دائرہ معارف اسلامیہ والے نے خلافت کا اصطلاحی معنی و مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

مادہ خ ل ف سے بمعنی جانشینی، نیابت خاص معنوں میں رسول اللہ ﷺ کی نیابت۔ امام راغب کے نزدیک یہ نیابت کسی کی غیر حاضری کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ لفظ خلیفہ نائب اور جانشین کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن تاریخ میں بعض ادوار میں بطور تنزل اس لفظ کا عام قدرے کم رتبہ لوگوں کے لئے بھی استعمال میں رہا ہے۔ مثلاً یہ ذاتی نام کے طور پر بھی مستعمل تھا۔ مذہبی جماعتوں میں خاص طور پر قادریہ مسلک میں خلیفہ شیخ طریقہ کا نمائند ہوتا ہے اور اسے شیخ کے بہت اختیارات ودیعت کر دیے جاتے ہیں جو مقامات وصل زادے سے فاصلے پر ہوتے ہیں وہاں کی نمائندگی کرتا ہے تیجانیہ طریقے میں بانی طریقہ کی روحانی قوت یا برکت کا وارث خلیفہ کہلاتا ہے۔ شیخ کا لقب بانی طریقے کے لئے مخصوص ہے۔

خلیفہ کے لغوی معنی ہیں پیچھے آنے والا یا نائب۔ قرآن مجید میں مذکورہ مفہوم کے ضمن میں ایک نیا مفہوم خلافت بمعنی نیابت الٰہی نکلا ہے۔ اور استخلاف کے معنی ہیں حکومت بطور نیابت الٰہی جس کے ساتھ تمکن فی الارض کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ استخلاف صرف روحانی نہیں بلکہ اس میں تمکن (عملی قبضہ واقتدار) برائے مصالح انسانی بھی شامل ہے۔[11]

مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب مسئلہ خلافت میں خلافت کی بحث اس طرح درج ہے۔

خلافت عربی کا ایک مصدر ہے اس کا مادہ ہے خلف اور اس سے ہے خلیفہ، خلافت کے لغوی معنی نیابت اور قائم مقامی کے ہیں۔

من قولك خلف فلان فلانا فی هذا الامر اذا قام مقامه فیه بعده (ابن فارس)

یعنی اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کے بعد اس کا نائب قائم مقام ہوا تو یہ خلافت ہوئی اور لغت میں اس کو خلیفہ یعنی بعد کو آنے والا اور قائم مقام کہیں گے خواہ یہ نیابت سابق کی مدت اور عزل کی وجہ سے ہوئی ہو یا غیبت کی وجہ سے یا اپنا اختیار اور منصب سپرد کر دینے کی وجہ سے

"الخلیفة" النیابه عن الغیر، اما بالغیبة المنصوب عنه واما لموته، واما العجزه واما لتشریف المستخلف"

خلیفہ کسی اور کا نائب ہونا اس کی غیر حاضری کے سبب یا اس کی موت کی وجہ سے، اس کے عاجز ہونے یا خلیفہ بنانے والے کے شرف کے سبب۔

قرآن کی زبان میں خلافت اور استخلاف فی الارض اور وراثت و تمکن فی الارض سے مقصود زمین کی قومی عظمت و ریاست اور قوموں اور ملکوں کی حکومت و سلطنت ہے دنیا میں نوع انسانی کی ہدایت و سعادت کے لئے ایک خاص ذمہ دار قوم و حکومت قائم ہو۔ وہ اللہ کی عدالت کو دنیا میں نافذ کرے تا کہ ظلم و جور اور ضلالت و لغیان سے اس کی زمین پاک ہو جائے۔ ایک عام امن و سکون اور راحت و طمنیت دنیا میں پھیل جائے اور اللہ کا وہ ہمہ گیر قانون عدل جو تمام کائنات ہستی میں سورج سے لے کر زمین کے ذرات تک نافذ و قائم ہے اور جس کو قرآن اپنی زبان میں صراط مستقیم کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ زمین کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں جاری وساری ہو کر کرہ ارضی کو سعادت و امنیت کی ایک بہشت زار بنادے۔

لفظ خلیفہ کا اطلاق :

قرآن مجید کے نزدیک جو چیز خلافت ہے وہ خلافت فی الارض ہے۔ یعنی زمین کی حکومت و تسلط پس اسلام کا خلیفہ ہو نہیں سکتا جب بموجب اس آیت کے زمین پر کامل حکومت و اختیار اسے حاصل نہ ہو۔ اللہ کے تمام وعدوں کی طرح یہ وعدہ بھی پورا ہوا داعی اسلام دنیا سے تشریف لے گئے تو تمام جزیرہ عرب مسلمانوں کے قبضہ اقتدار میں آچکا تھا اور رومیں کے مقابلے کے لئے اسلامی فوجیں نکل رہی تھیں۔ اس سلسلۂ خلافت اسلامیہ کا پہلا خلیفۃ اللہ خود حضرت داعی اسلام کا وجود مقدس تھا۔ اور آپ نے اپنے بعد کے جانشینوں کو خود لفظ خلفاء سے تعبیر فرما کر واضح کر دیا تھا کہ وہ آپ کے نائب اور قائم مقام ہوں گے۔

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین

میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے تو وہ خلیفہ رسول تھے۔[12]

ابن عابدین شامی حنفی کی نظر میں :

ابن عابدین حنفی فرماتے ہیں:

ریاسة عامة فی الدین والدنیا خلافة عن النبی[13]

وہ عمومی ریاست جو دینی اور دنیاوی امور میں نبی ﷺ کی نیابت میں کام کرتی ہو۔

امام ابو الحسن ماوردی کی رائے :

آپ فرماتے ہیں:

امامت (اسلامی حکومت) بنائی جاتی ہے۔ نبی ﷺ کی نیابت کے لئے دین اسلام کی حفاظت کرنے میں اور دنیا کا نظم و نسق چلانے میں اور اس کی اصلاح کرنے میں۔[14]

خلافت نائب و قائم مقام:

مفتی غلام سرور قادری امام ابن خلدون کی بات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مقدمہ ابن خلدون میں ہے:

یعنی خلافت دین کی حفاظت اور دنیا کی سیاست میں صاحب شریعت ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم مقامی ہے۔ فن تاریخ کے ماہر علامہ زمان امام عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد بن محمد مالکی قاہری المعروف امام ابن خلدون نے اپنے مقدمے میں خلافت کی جو تعریف کی ہے اس میں تین باتیں ملحوظ خاطر رہیں ایک یہ کہ خلافت نہ ہو تو وزارت عظمہ ہے۔ اور نہ یہ صدارت ہے بلکہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و قائم مقامی ہے۔ کس بات کی نیابت؟ کس بات کی قائم مقامی؟ دین کی حفاظت اور دنیا کی سیاست و بھلائی کی۔ گویا خلیفہ دراصل حضرت محمد ﷺ کا نائب قائم مقام ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا مشن دین کی حفاظت اور لوگوں کی بھلائی تھا۔ اس لئے خلیفہ کا مشن بھی دین کی حفاظت اور دنیا کی بھلائی ہوگا۔ پھر یہ بات بھی توجہ طلب ہے خلافت کی تعریف میں حفاظت دین میں پہلے اور سیاست کی دنیا کو بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمانوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اسلامی نقطہ نظر سے دین کو دنیا سے مقدم ہی رکھا جائے گا۔[15]

خلافت: قرآن و حدیث کی روشنی میں

خلافت قرآن و حدیث میں متعدد بار استعمال ہوا ہے اور اس پر قرآن پاک کی کئی آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ ذیل میں سب سے پہلے قرآن میں موجود آیات خلافت کے حوالے سے درج کی جاتی ہیں۔

قرآن کے تصور خلافت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جو زمین کے اوپر خلیفہ ہوگا وہ ریاست کا بطور سربراہ حقیقی حوالے سے مالک نہیں ہے یعنی وہ مطلق العنان نہیں ہے بلکہ وہ کسی کا نائب ہے۔ اس کے اوپر ایک ایسی ذات مبارکہ موجود ہے جو اس کے احکامات کو بطور خلیفہ زمین کے اوپر لاگو کرے گا اور لوگوں کو اللہ تعالی کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع پر جمع کرے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا بیان

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بیان فرماتے ہوئے ان کا تعارف بطور خلیفہ کروایا ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ[16]

اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، انہوں نے عرض کیا: کیا تُو زمین میں کسی ایسے شخص کو (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد انگیزی کرے گا اور خونریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور (ہمہ وقت) پاکیزگی بیان کرتے ہیں، (اللہ نے) فرمایا: میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں

جانتے۔

تو یعنی اللہ رب العزت نے جو پہلا انسان تخلیق فرمایا اس کا تعارف بطور خلیفہ کروایا یعنی وہ زمین پر میرا خلیفہ ہوگا اس میں دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں کہ اگر بحثیت کوئی نبی زمین پر موجود ہے تو وہ خلیفۃ اللہ ہے یعنی وہ اللہ کا خلیفہ ہے وہ براہ راست اللہ کا منتخب کردہ ہے۔ نبوت و رسالت کا منصب خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے یہ کسبی منصب نہیں ہے یعنی کوئی شخص اس کو خود حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اسی طرح اگر زمین پر نبی کے علاوہ کوئی اور جانشینی کے فرائض سرانجام دے رہا ہے تو وہ خلیفۃ اللہ نہیں بلکہ خلیفۃ الرسول ہوگا کیونکہ اس کا انتخاب لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے نہ کہ اللہ کی طرف سے نبی بحثیت خلیفۃ اللہ تمام احکامات براہ راست باری تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے اور ایک خلیفۃ الرسول وہ تمام تر تعلیمات اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے حاصل کرتا ہے۔ یعنی دور حاضر میں ایک خلیفہ قرآن اور سنت سے احکامات لے گا اور ان کے اوپر عمل درآمد یقینی بنائے گا۔

خلیفہ کی اہلیت کا بیان

اسی طرح اللہ رب العزت نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدۡ مَكَّنَّٰكُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَكُمۡ فِيهَا مَعَٰيِشَۗ قَلِيلٗا مَّا تَشۡكُرُونَ [17]

اور بیشک ہم نے تم کو زمین میں تمکّن و تصرّف عطا کیا اور ہم نے اس میں تمہارے لئے اسبابِ معیشت پیدا کئے، تم بہت ہی کم شکر بجالاتے ہو

یعنی ہم نے انسان کو زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور اس میں تمہیں سامان زیست فراہم کیے۔ یعنی ایک سربراہ کی یہ بھی ذمہ داری ہوگی کیونکہ وہ اپنی ریاست میں نظام سیاست کے ساتھ ساتھ نظام معیشت کو بھی بہتر کرے یعنی خلیفہ کے یہ فرائض منصبی میں شامل ہے کہ وہ اس اہل ہونا چاہیے کہ وہ زمین کے اوپر معیشت کے نظام کو بہتر کرسکے تو یعنی خلیفہ بحثیت اہلیت کے مقام پر تب فائز ہوگا جب اس کے اندر یہ صلاحیتیں موجود ہوں گی کہ وہ اپنی ریاست کے معاملات کو بطور معیشت بھی حل کرسکے۔

خلافت قوم عاد کا بیان

اسی طرح اللہ رب العزت نے مختلف قوموں کو بھی زمین کے اوپر بطور خلیفہ منتخب فرمایا یعنی ان کو تمام قوموں کے اوپر سربراہی دی زمین کا اقتدار ان کے حوالے کیا۔

جیسے اللہ رب العزت نے سورۃ الاعراف میں ارشاد فرمایا:

لَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوۡمِهِۦ فَقَالَ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٖ [18]

بیشک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا: اے میری قوم (کے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، یقیناً مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف آتا ہے۔

اور اسی طرح قوم نوح کے سرکش و نافرمان ہونے پر اللہ رب العزت نے یہ اقتدار قوم عاد کے حوالے کیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر ایک قوم اللہ کے احکامات سے روگردانی کرے گی یا نافرمانی کا مظاہرہ کرے گی تو جن خصوصیات کے اوپر

اس کو اقتدار ملا تھا وہ اقتدار اس سے چھین لیا جائے گا اور پھر ایک ایسی قوم کو وہ اقتدار دیا جائے گا جو اس کی اہل ہو گی یعنی جو احکامات خداوندی کو بجالاتی ہو گی۔

خلافت قوم ثمود کا بیان

جب قوم عاد گمراہی و نافرمانی میں مبتلا ہو گئی تو اقتدار کی چابی پھر قوم ثمود کی طرف منتقل ہو گئی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاذْكُرُوٓا۟ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ ٱلْجِبَالَ بُيُوتًا فَٱذْكُرُوٓا۟ ءَالَآءَ ٱللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ[19]

اور یاد کرو جب اس نے تمہیں (قومِ) عاد کے بعد (زمین میں) جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں سکونت بخشی کہ تم اس کے نرم (میدانی) علاقوں میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر (ان میں) گھر بناتے ہو، سو تم اللہ کی (ان) نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد انگیزی نہ کرتے پھرو۔

اس میں اللہ رب العزت نے قوم ثمود کے حوالے سے یہ بات ذکر فرمائی کہ اس نے قوم عاد کے بعد قوم ثمود کو زمین کے اوپر اقتدار دیا۔

خلافت بنی اسرائیل کا بیان

اسی طرح اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو بھی زمین کے اوپر خلیفہ بنایا یعنی ان کو بھی اقتدار دیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

قَالُوٓا۟ أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِنۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ[20]

لوگ کہنے لگے: (اے موسٰی!) ہمیں تو آپ کے ہمارے پاس آنے سے پہلے بھی اذیتیں پہنچائی گئیں اور آپ کے ہمارے پاس آنے کے بعد بھی (گویا ہم دونوں طرح مارے گئے، ہماری مصیبت کب دور ہو گی؟) موسٰی (علیہ السلام) نے (اپنی قوم کو تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور (اس کے بعد) زمین (کی سلطنت) میں تمہیں جانشین بنادے پھر وہ دیکھے کہ تم (اقتدار میں آکر) کیسے عمل کرتے ہو۔

صحیح اور جائز خلافت کی ممکنہ صورت

اللہ تعالی نے صحیح اور جائز خلافت کی ممکنہ صورت قرآن مجید میں ارشاد فرمادی ہے کہ خلافت اس وقت تک تصور ہو گی جب وہ باری تعالی کے احکامات کی روشنی میں ہو گی اگر کوئی اس سے روگردانی کرے گا تو پھر وہ خلافت تصور نہیں ہو گی۔

ارشاد باری تعالی ہے:

ثُمَّ جَعَلْنَٰكُمْ خَلَٰٓئِفَ فِى ٱلْأَرْضِ مِنۢ بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ[21]

پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ (اب) تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں:

لیکن یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت اسی صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ یہ مالک حقیقی کے حکم کے تابع ہو اس سے روگردانی کر کے جو خود مختارانہ نظام حکومت بنایا جائے وہ خلافت کی بجائے بغاوت بن جاتا ہے۔[22]

خلیفہ کی خصوصیات کا بیان

اللہ رب العزت نے خلیفہ کی خصوصیات کا ذکر قرآن مجید نے یوں فرمایا ہے ۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[23]

اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانتِ اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (غلبہ واقتدار کے ذریعہ) مضبوط ومستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لئے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)، اور جس نے اس کے بعد ناشکری (یعنی میرے احکام سے انحراف وانکار) کو اختیار کیا تو وہی لوگ فاسق (و نافرمان) ہوں گے۔

خلیفہ کے اوصاف کا معیار خود باری تعالیٰ کا بیان کردہ ہے کہ وہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی دولت سے سرفراز ہو۔اس کے اندر بندگی واطاعت کا عنصر نمایاں ہو۔

خلافت حدیث کی روشنی میں

حدیث مبارکہ میں نظامِ حکومت اور خلافت کے بارے میں بڑی تفصیل سے بیان آیا ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ تو منتخب نہیں کیا ہاں البتہ کچھ ایسے اشارہ جات ایسے ملتے ہیں جن سے خلفائے راشدین کی خلافت کا اثباتی پہلو موجود ہے مگر خلیفہ کا انتخاب امت مسلمہ کا اپنا صوابدیدی اختیار ہے کہ وہ کس کو خلیفہ الرسول منتخب کرتے ہیں۔

خلافت راشدہ کا اثبات اور مدت کا تعین

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے خلافت کا اثبات اور اس کی مدت کا تعین خود اپنی حیات مبارکہ میں ارشاد فرما دیا تھا اور اس سے خلافت راشدہ کا قائم ہونا اور ان کی مدت کا جو تعین ہے وہ متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

وَرَدَ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ فِيهِمْ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ[24]

حضرت عرباض بن ساریہ سے خلفائے راشدین کے حق میں حدیث صحیح وارد ہوئی ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ

نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، جس سے آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپنے لگے۔ ایک شخص نے کہا: یہ تو الوداع ہونے والے شخص کا وعظ محسوس ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں پرہیز گاری، (حکم) سننے اور اطاعت (بجالانے) کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا۔ خبردار (خلاف شریعت نئی باتوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی کا راستہ ہیں، لہٰذا تم میں سے جو یہ زمانہ پائے، وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے، (اُس وقت) تم لوگ (میری سنت کو مضبوطی سے تھام لینا (یعنی اس پر سختی سے کاربند رہنا)۔

خلافت راشدہ کی مدت کا تعین

رِوَايَةُ التِّرْمِذِيّ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَفِينَةُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ: الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: وَخَلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ، قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً، قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ؟ قَالَ: كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ.[25]

ترمذی کی روایت میں ہے: سعید بن جمعان حضرت سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں خلافت فقط تمیں سال رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔ پھر حضرت سفینہ بچے نے مجھ سے فرمایا: ابو بکر کی خلافت کو شمار کرو، پھر فرمایا: حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان کی خلافت، پھر فرمایا: حضرت علی کی خلافت کو شمار کرو۔ راوی فرماتے ہیں: (شمار کرنے پر) ہم نے اس مدت کو تمیں سال پایا۔ حضرت سعید کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: بنی امیہ کا خیال ہے کہ خلافت ان میں ہے؟ حضرت سفینہ نے فرمایا: (قبیلہ) بنو زرقاء کے لوگ دروغ گوئی کرتے ہیں بلکہ وہ بری قسم کے بادشاہ ہیں۔

خلافت باعث رحمت اور ملوکیت باعث زحمت

وَأَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ: إِنَّهُ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرُ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ كَائِنٌ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ كَائِنٌ مُلْكًا عَضُوضًا، ثُمَّ كَائِنٌ عُتُوًا وَجَبْرِيَّةً وَفَسَادًا فِي الْأُمَّةِ[26]

امام ابو یعلی نے حضرت ابو عبید بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک (حکومت و امارت) کا یہ امر نبوت و رحمت سے شروع ہوا، پھر یہ خلافت و رحمت میں بدل جائے گا)، پھر یہ (معاملہ) ظلم و ستم والی بادشاہت میں بدل جائے گا اور پھر سرکشی، ظلم و جبر اور امت میں فساد انگیزی میں بدل جائے گا۔

ملوکیت کا آغاز ملک شام سے

رِوَايَةُ الْحَاكِمِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: الْخِلَافَةُ بِالْمَدِينَةِ، وَالْمُلْكُ بالشام[27]

امام حاکم کی حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں ہے: خلافت مدینہ میں ہو گی اور بادشاہت شام میں ہو گی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ کی قیادت

عن ابی حازم قال: قاعدت اباھریرۃ خمس سنین، فسمعتہ یحدث عن علی اللہ النبی عل. قال: وکانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء. کلما ھلك نبی خلفه نبی. وانه لانبی بعدی. وستکون خلفاء فتکثر. قالو؛ فما تامرنا؟ قال: فوا ببیعة الاول فالاول. واعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم[28].

ابو حازم کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ سال بیٹھتا رہا اور میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا ہے کہ بنی اسرائیل کی حکومت / سیاست پیغمبر کیا کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر اس کی جگہ ہو جاتا۔ اور شان یہ ہے کہ میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں ہے بلکہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے پہلے بیعت کرلو، اس کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا اس کے متعلق جو اس نے ان کو دیا ہے۔

خلاصہ کلام

احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قیادت اب خلفاء کے سپرد ہوگی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں سابقہ اقوام کے انبیاء کا تسلسل تھا اس لیے ہر نبی کے بعد دوسرا نبی اس قوم کی قیادت سنبھالتا تھا مگر امت محمدیہ میں ایسا نہیں ہے خلافت جائز ہے اور اس کے برعکس ملوکیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم و جبر اور فسق و فجور کا نام دیا ہے بلکہ خلافت کو رحمت کا نام دیا ہے خلافت عوام کی طرف سے قائم کردہ ہوگی جو خلیفہ ہوگا وہ اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اطاعت کا پابند ہوگا جب تک خلیفہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہے گا لوگوں پر اس کی اطاعت واجب ہوگی اور اسی طرح لوگ اپنی صواب دید سے اہل الرائے سے ایک خلیفہ کا انتخاب کریں گے جو کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کہ دولت سے سرفراز ہو احادیث مبارکہ میں خلافت راشدہ کے قیام کا اثبات بھی موجود ہے اور اس کی مدت کا تعین بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میرے بعد خلافت قائم ہوگی جس کی مدت تیس سال ہوگی جو کہ کم و بیش حضرت مولا علی اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دور حکومت بنتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، ابو الفیض، الملقب بمرتضی، تاج العروس من جواھر القاموس، 23:240، الناشر دار الھدایہ، س ن

[2] الفارابی،لابی نصر اسماعیل بن حماد الجوہری، الصحاح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن

[3] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری، لسان العرب،9:82، دار صادر بیروت، لبنان، س ن

[4] اصفہانی امام راغب، مفردات القرآن،1:213، زاھد بشیر پرنٹرز اسلامی آکادمی لاہور،1998ء

[5] ابوالفضل بلیاوی، مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص:612-712، ایجوکیشنل پریس کراچی، س ن

[6] مولوی نورالحسن نیر، نور اللغات،1:254، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، س ن

[7] لوئیس معلوف، المنجد، ص:292، دار الاشاعت،1974ء

[8] ابن الزاغوانی فی الایضاح فی اصول الدین /602 تا603 بحوالہ عظمت صحابیت اور حقیقت خلافت، ڈاکٹر طاہر القادری، ص:188-189

[9] الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء / ۸۵ بحوالہ عظمت صحابیت اور حقیقت خلافت، ڈاکٹر طاہر القادری، ص: 190-191

[10] *Ahmed, Syed Ghazanfar, and Muhammad Imran Raza Tahavi. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." Journal of Positive School Psychology http://journalppw. com 6, no. 8 (2022): 7762-7773.*

[11] اردو دائرہ معارف اسلامیہ،789 تا889، دانش گاہ پنجاب لاہور،1973ء

[12] مولانا ابوالکلام آزاد، مسئلہ خلافت، ص:7 تا 11، دار الشعور،1999ء

[13] ابن عابدین شامی حنفی، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفۃ،۱:۵۴۸ دار الفکر للطباعۃ والنشر بیروت، ۲۰۰۰

[14] امام ابوالحسن ماوردی الاحکام السلطانیہ، ص ۵، طبع مصر، س ن

[15] مفتی غلام سرور قادری، ڈاکٹر، خلافت اسلامیہ اور مغربی جمھوریت، ص ۱۲ام عمدۃ البیان پبلیشرز لاھورس

[16] البقرہ30

[17] الاعراف10

[18] الاعراف:59

[19] *Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." The Scholar Islamic Academic Research Journal 7, no. 2 (2021): 36-57.*

[20] الاعراف129

[21] *Jaffar, Saad. "Da'wah in the early era of Islam: A review of the Prophet's Da'wah Strategies." IHYA-UL-ULUM 21, no. 2 (2021).*

[22] مولانا مودودی خلافت وملوکیت صفحہ نمبر 37 ادارہ ترجمان القران عرفان افضل پرنٹنگ پریس لاہور 2017

[23] النور 55

[24] احمد بن حنبل، المسند 126/4، الرقم: 17184

[25] ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الخلافہ، 503/4، الرقم: 2226

[26] ابو یعلیٰ، السند، 177/2، الرقم: 873

[27] الحاکم، المستدرک، 75/3، الرقم: 4440

[28] امام مسلم امام المسلین ابو الحسین امام مسلم بن حجاج القشیری، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول فالاول، ۳۹۷ رقم ۱۸۴۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۱۱ء